جناب مولوی غلام حسین صاحب

ہوم منسٹر

ریاست بہاولپور

کا

پراپیگنڈا اور اُس کی حقیقت کا انکشاف

مرتبہ

حافظ غلام قادر خان اور اُسکے چار ہمراہیوں نے اقبال برقی پریس ملتان

سے چھپوا کر شائع کیا

انکشافِ حقیقت

منجم قدیم والیٔ ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہٗ و اقبالہٗ کی جدمت

اظہارِ حقیقت

اور

ابنائے وطن صاحبان اہل اسلام و اہل ہنود کے سامنے حالات کی مختصہ کیفیت

برادرانِ وطن!

پرچہ "صادق الاخبار" مطبوعہ ۲۸ ۔ نومبر ۱۹۳۸ء میں درج شدہ ایڈیٹوریل کا آپنے ملاحظہ فرمالیا ہوگا۔ جسمیں رعایا کی مفرح الحالی۔ انسداد رشوت و جرائم اور ہر ایک صیغہ کے علاملانِ حکومت کا حسن انتظام کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ عالیجناب مولانا مولوی غلام حسین صاحب ہوم منسٹر کی بلند خیالی تدبر و دور اندیشی ظاہر کرتے ہوئے ہم معضلہ ذیل

حافظ غلام قادر خان پنشنر منسٹر مال ۔ محمد امین خان پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس لطف اللہ خان ۔ چمن لعل بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر سابق

... جی حیدر رسید، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پبلک پراسیکیوٹر۔

ہم پانچ آدمیوں کو اخبار کعبہ کا محمد قرار دیکر ایک نامعلوم گروہ کا سرغنہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ہمارے برخلاف الفاظ ذیل استعمال کئے گئے ہیں۔

"مفسد۔ فتنہ پرداز۔ سڈیشن پرداز۔ شر انگیز۔ بدکار۔ بدکردار۔ ناپاک سرکار والا کے بدخواہ۔ حکومت کیخلاف لوگوں میں جذباتِ نفرت پھیلانے اور بدامنی و بے چینی پیدا کرنے والے ایک ناپائدار مکدر ابر وغیرہ وغیرہ"۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو فاش دشنام دہی کی حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور جنکو کوئی مہذب انسان استعمال نہیں کرسکتا۔ ان الفاظ کو سنتے ہوئے درد دیکھتے ہوئے اپنے آقا حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے کریمانہ عنایات کا طبیعت پر اثر ہے۔ جہاں تک کہ ان لفظوں کے اعادہ کرنے یا ان کے باور فرمانیں اجتناب فرمایا گیا ہے

یہ ایڈریس ریاست کے ملازمان کی ایک جماعت کیطرف سے ہے جنہوں نے اسکو حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد اخبار میں بھی شائع کرادیا ہے۔ مضمون ایڈریس ایک ناقابل برداشت مضمون ہے۔ اور سب سے پہلے اسکی حقیقت برادران وطن اور قانون قدیم کے حضور پیش نہ کرینگے نہ صرف سیاسی غلطی ہے بلکہ اسکو ہم اپنے لئے گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ قبل اسکے کہ ہم لوگ دستخط کنندگان ایڈریس کی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے اصلی حالات کو طشت ازبام کریں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنی اس تکلیف

کا نقشہ برادرانِ وطن کے سامنے پیش کردیں۔ جسکے باعث ہمکو اس تحریر کے چھپنے
کی ضرورت پیش آئی ہے

ہم وہ لوگ ہیں جو قدیم سے سرکار والا کے نمکخوار اور فداکار چلے آتے ہیں اور
اپنے ملک کے سچے جاں نثار ہیں۔ ہم عالیجناب ہوم منسٹر صاحب کی ذاتی ناراضگیوں کا
شکار ہیں۔ یہ ناراضگی اسوقت اس ایڈریس کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہے۔ جو نہ صرف
غیر مشفقانہ اور غیر مہذبانہ لفظوں کے ذریعہ استعمال کی گئی ہے۔ بلکہ وہ جناب ہوم منسٹر صاحب کے
خوفناک ارادوں کا پیش خیمہ ہے۔ ہم لوگ ہوم منسٹر صاحب کے امن سوز عمل سے آشنا ہیں۔
جسکے باعث ناچاری تحفظ آبرو کیلئے بدلِ دردناک ہوم منسٹر صاحب کے بقائے اقبال تک
ابنائے وطن اور عزیز اقارب کو چھوڑنا پڑا۔ اور اپنی پریشان حالت کی داستان عالیجناب
چیف منسٹر کی معرفت اپنے آقا کے حضور بھجوادی۔ جسمیں یہ استدعا تھی۔ کہ اپنے حضور
غلامانِ قدیم کو بلا کر ہوم منسٹر صاحب بہادر کے سامنے ان کے مظالم اور ہمارے صبر کے
حالات سماعت فرمائے جاویں۔ اگرچہ الزامات مندرجہ ایڈریس کا صدمہ دلپر نہایت شاق
تھا۔ اور پھر اخبار صادق کے اندر ایڈریس کو شائع کرنے کے ذریعہ تشہیر کا سلسلہ زیادہ
صدمہ دہ تھا۔ تاہم نہایت صبر سکون اور خاموشی کے ساتھ وقت گذار رہے تھے لیکن
ہوم منسٹر صاحب نے برٹش انڈین اخباروں کے اندر اپنی توصیف اور ہماری شکایت کا

سلسلہ شروع کرتے ہوئے اپنے اثرات کے ذریعہ ہمارے ابنائے وطن کو ہملے برخلاف غلط طریقہ سے گمراہ کرنا شروع کردیا جسکی باعث ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ برادرانِ وطن کے سامنے حقیقت کی ایک دھندلی سی تصویر پیش کردیجائے تاکہ وہ دھوکہ میں نہ رہیں۔

برادرانِ وطن!

میں غلام قادر وہ شخص ہوں۔ جس کے خاندانی خدمات اور اپنے منعمِ سے فداکاری کے حالات تاریخ ریاست میں زرّین قلم سے لکھے جا چکے ہیں۔ یہ بات فخر سے ظاہر کرنے کے قابل ہے۔ کہ دولتِ خداداد افغانستان اور دولِ عظمیٰ برطانیہ کے خوشگوار تعلقات میرے جدامجد سردار معزالدین خانصاحب کمانڈنٹ فوج کے اُن سرفروشانہ خدمات کا نتیجہ ہیں۔ جو اُنہوں نے جنگِ ملتان کے دوران میں اپنے آقا کے فرمان پر گورنمنٹ برطانیہ کی امداد اور اسکے بقائے اقبال کے لئے انجام دیئے تھے۔

میرے والدماجد سردار محمود خانصاحب مشیرِ مال زمانہ حال کی نیک یادگار ہیں۔ ریاست اور والئی ریاست کیساتھ اسکے فداکارانہ خدمات کا شاہد سرکاری ریکارڈ ہے کے علاوہ اُن کا وہ شاندار مقبرہ ہے۔ جسکو فردوس مقیم قدردان آقا نواب محمد بہاولخان صاحب علیہ الرحمت والغفران نے شاہی ... اپنے مبارک ہاتھوں تعمیر کرایا۔ میرے ذاتی خدمات کا نتیجہ اسبات سے نکل سکتا ہے۔ کہ عہدہ گرداوری قانونگوئی پر نے

اپنے آپکو مشیرت مالی تک پہنچایا۔ درحالیکہ درمیان میں بہت عرصہ تک کونسل آف ریجنسی کی حکومت رہی۔ جسکے اندر حسن خدمات اور کارگذاری کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ باعث ترقی نہیں ہو سکتا تھا۔

قدامت نمکخواری کے سلسلہ میں اسوقت میرا چھوٹا بھائی ناظم ہے اور دوسرا اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس اور اسیطرح میرے خاندان کے بہت سے آدمی ملازمت کے ذریعہ آقا کے نمکخوار ہیں۔ اور کثرت کیساتھ انکی تعداد ہے جو آقا کی ذات کیساتھ توقعات کے سلسلہ میں مصروف تعلیم اور جنیری میرا فرزند کلاں محمود خان بعنایات شاہی ولایت میں تعلیم پا رہا ہے۔

کب کسی تشریح کی ضرورت ہے۔ کہ میں غلام قادر کون تھا۔ اور مولوی غلام حسن صاحب کون اور ہمارے آپسمیں کیا تعلق تھے۔

شرف اتالیقی اپنے آقا کے باعث میں انکا سچا ارادتمند تھا۔ اور انکی جسقدر خدمات ہوتی تھیں۔ میں انکے پیچھے سرنگون تھا۔ میرا صیغہ مال کا تھا۔ جس کے اندر مرحوم مشیر صاحب کو مالی جائداد بنانے کیلئے حاجتوں کا وسیع سلسلہ تھا۔ ریاست کے باشندہ کوئی قابل لحاظ بعدی پدری جائیداد نہیں رکھتے تھے۔ اقبالمند ہونے پر جس جس طرح کہ اثراتِ ملازمت و شانِ اتالیقی سے انھوں نے جائداد حاصل کی۔ اسکے اظہار سے شرافت و تہذیب مانع ہے۔ میں اپنے آقا کے حضور شرف سبارہ یابی پر ننانوے فیصدی

کرونگا۔ اور حضرت مولانا صاحب کو تسلیم بھی کرادونگا۔ رعایا کی حصول اراضیات
کے علاوہ ہوم منسٹر صاحب نے میرے مغائر علم و رضا، اپنی ایک ایسی خواہش کو پورا
کرلیا۔ جس کا میرے دل پر سخت صدمہ پیدا ہوا۔ جس کی کیفیت یہ تھی۔

(۱) شہر بہاولنگر کے قریب بہاولواہ کے کنارہ پر بنام بہاد ذخیرہ کے ایک رقبہ تھا۔ جس
سے بہت کچھ آمدنی روپیہ کے توقعات تھے۔ جناب مسٹر کنیوے صاحب بہادر ریونیو منسٹر
نے برطبق رپورٹ اللہ نواز خان مہتمم جنگلات یہ نوٹ چھوڑا تھا کہ ایک وقت اس رقبہ کی
قیمت غالباً چار یا پانچسو روپیہ فی ایکڑ تک ہو جاویگی۔ جسکے باعث بحکم صاحب ممدوح
یہ رقبہ محفوظ کر دیا گیا تھا۔

(۲) حدود میونسپل کمیٹی بہاولپور کے اندر بنام بہاد چاہ بھارو الہ ایک رقبہ تھا۔ جاری
شدہ چاہ کے علاوہ جسکی تمام اراضی زرخیز تھی۔ اور جسکی قیمت السہ ۱۶۰ فی ایکڑ تھی
(۳) نور محل کے قریب میں تین چار چاہات جاری شدہ تھے۔ جن پر مزارعان کے گھر بھی موجود
تھے۔ اور یہ رقبہ سالم آباد تھا۔ جسکی قیمت کم از کم صمار سمار فی ایکڑ تھی۔

متذکرہ بالا تمام ٹکڑے ہوم منسٹر صاحب نے غالباً ماعشہ ۱۲۰ روپیہ فی ایکڑ پر
حاصل کرلئے۔ تشخیص قیمت کے متعلق میری یا کسی دوسرے ریونیو افسر کی رپورٹ نہیں لگی
تھی۔ یہ تمام کارروائی ہوم منسٹر صاحب نے بالا بالا خود کرلی تھی۔ جس کے اندر

رائج الوقت نرخ سے کم ازکم پانچ لاکھ روپیہ کا ریاست کو خسارہ دیا گیا تھا جس کا
رو نیو افسران کے دل پر اثر تھا۔ وہ مجبور تھے۔ اور وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اب اس
کامیابی پر ہوم منسٹر صاحب نے اپنی خواہشات کو لمبا کردیا۔ اور ایک ایسے ٹکڑہ پر نظر
ڈالی۔ جو شہر بہادلنگر کی حدود میونسپلٹی کے اندر تھا۔ اور جسکو مستقبل کی گراں قیمت
کیلئے محفوظ رکھا گیا تھا۔ ہوم منسٹر صاحب چاہتے تھے۔ کہ اول الذکر ٹکڑہ بنام مہاد ذخیرہ
حاصل شدہ خود سے وہ مختلف ٹکڑے جن کا نشیب فراز ترد آبادی کیلئے کچھ محنت اور
مصارف طلب تھا۔ آنکا اس ٹکڑہ موقوعہ حدود میونسپلٹی کے ساتھ تبادلہ میں انہیں
دیدیا جائے۔ جس کا خیال اسوقت کے ریونیو منسٹر صاحب کو معلوم ہو گیا۔ اور آنہوں نے
مجھ سے تبادلہ خیال فرمایا۔ چونکہ اب میں ہوم منسٹر صاحب کے ارادوں کا واقف ہو چکا تھا
کہ انکی نگاہیں اپنے والے منعم کی غارت مال پر لگ چکی ہیں۔ چونکہ یہ مال میری ذاتی ذمہ
داریوں کے اندر تھا جس پر کہ قرضہ کی ادائی اور ریاست کی بہبود کا دار و مدار تھا۔ لہذا جذبات
نمک نے ہوم منسٹر صاحب کی خواہشات سے نفرت کرادی۔ اور ریونیو منسٹر صاحب بہادر
کو امتحان کرانے کیلئے اسی رقبہ کے چھوٹے چھوٹے کئی بلاک قائم کئے گئے۔ جنہیں بہی
معدودہ چند بلاک حمارت سے حمار فی ایکڑ تک پہونچ گئے۔ ابھی آبنر آبنوشی کا غیر
مستقل سلسلہ تھا۔ مستقل آبپاشی اور شہر کی پوری آبادی پر اس ٹکڑہ کی بیش بہا

قیمت پر جانیکی اُمید ہو گئی۔ بران صاحب بہادر نے باقیماندہ ٹکڑہ کو آئندہ مفاد کی خاطر محفوظ رکھا دیا۔ جس پر اپنے اغراض کی پوری ناکامی کا نقشہ دیکھکر ہوم منسٹر صاحب نے مجھپر عتاب کرنا شروع کیا۔

شامت اعمال کا یہ دوسرا موقعہ تھا کہ اراضی سرکاری موسومہ نوآباد تعدادی تقریباً پچیس بیگہ جو شہر بہاولپور کے قریب کچھ فاصلہ پر واقعہ ہے جسکے اندر خاصی تعداد جاری شدہ چاہان کے علاوہ مزارعان کی بستیات کی تھی اور جنمیں بہت کچھ رقبہ آباد تھا اسکے حاصل کرنیکی ہوم منسٹر صاحب کو خواہش پیدا ہو گئی۔ ناظم محمد یار خان اور عنایت محمد اپنے ماتحت ملازم جاگیر کے ذریعہ میری لاعلمی کی حالت میں حسب خواہش خود اس اراضی کے نقشہ جات تیار کرائے اور چیدہ چیدہ ٹکڑہ جات اراضی کا غذات نیلام میں درج کرا دیئے۔ اب وہ اس رقبہ کو معمولی قیمت پر لینا چاہتے تھے۔ ممکن تھا کہ انکی خواہش کے مطابق معمولی داموں پر نیلام ختم ہو جاتا۔ لیکن میں اور عالیجناب ریونیو منسٹر صاحب بہادر باخبر ہو گئے تھے۔ بران سرکار دولا کے نقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے خریداران رقبہ کے پیدا کرنیکی کوشش ہوئی مجمع عام میں مولوی صاحب کے کارندگان کی بولی کا سلسلہ تو معمولی قیمت پر رہا۔ اور ٹیلیفون کے ذریعہ دریافت کرلینے پر اُنہوں نے

بولی کے ایزاد کرنے سے جواب دیدیا۔ لہذا نیلام کی تعداد ہندوان بہاولپور کی طرف سے ایکسو دو روپیہ فی ایکڑ تک پہنچگئی۔ اور اس رقم پر تین دن انتظار کرنے کے بعد یہ رقبہ ہندوان بہاولپور بولی دہندہ کے نام ختم کردیا گیا۔ حالات ایسے تھے کہ اگر مولویصاحب بولی نیلام میں ایزادی فرماتے۔ تو خریداران رقبہ کی طرف سے نیلام رقبہ میں بہت ایزادی ہو جاتی۔ اور خزانہ سرکار کو فائدہ پہنچتا لیکن افسوس کہ مولویصاحب نے ایسا نہ کیا۔ نیلام ختم ہونیکے بعد محمد یار خان ناظم کے ذریعہ ہندوان خریدکنندہ اراضی پر زور ڈالا گیا۔ کہ وہ یہ اراضی مولوی صاحب موصوف کے حوالہ کردیویں۔ ان کو قید ہونیکی دھمکی دیگئی۔ بحکم حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ اراضی واپس ہونے کا انکو خوف دیا گیا۔ لیکن ہندوان نے اراضی کا واپس دینا منظور نہ کیا۔ بعد میں کچھ منافع دینے پر مولویصاحب موصوف نے میری معرفت ہندوان مذکو سے یہ اراضی واپس لینی چاہی۔ لیکن ہندوان نے پھر بھی اراضی کا دینا منظور نہ کیا۔ اب انہوں نے صریح طور مجھے اپنی آئندہ خواہشات کا مضر خیال فرمالیا۔

ان دنوں صاحب بہادر ریونیو منسٹر کی درخواست رخصت چار ماہ

پیش ہونے پر ازراہِ عنایت خسروانہ و خدمت شناسی۔ حضور سرکار والا نے میری قائمقامی کی تجویز فرمائی تھی۔ اور کاغذات بھی گورنمنٹ آف انڈیا میں جا چکے تھے۔ جس کے ضبط کی تاب نہ لاکر میرے برخلاف فوراً ہوم منسٹر صاحب نے پراپیگنڈا شروع کر دیا۔ چنانچہ

۱ ایک وقت چوروں کا دستہ میرے گھر کی طرف بھیج دیا گیا۔ جو پاسبانوں کی بیداری پر یہ غارت دستہ ناکام بھاگ نکلا۔ جس کی کوتوالی میں بھی رپٹ لکھوائی گئی۔ ہوم منسٹر صاحب کو بھی میں نے اس واقعہ سے آگاہ کر دیا۔ اور حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ پیش ہو کر حالات سُنانے کیلئے جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب کو بھی میں نے چیٹھی لکھی۔ لیکن مجھکو اپنے آقا کی خدمت پیش ہونے کا موقعہ نہ دیا گیا۔

۲ میرے برخلاف مقدمات ناقابل ضمانت بنانے کی آمادگی کر لی گئی۔ پولیس اور جوڈیشل سے اپنے فرائض کے اندر جھوٹے ریکارڈ مرتب کرانیکا بھی دور شروع کرا دیا گیا۔

۳ منصوبہ باندھا گیا۔ کہ کسی بازاری رنڈی کو سازش کے ذریعہ

میرے پاس بھیجو اکر اسکے واویلا پر مجھے پکڑا جاوے۔ مقدمہ بنایا جاوے اور میری رسوائی کی جاوے۔

۴ میرے برخلاف جھوٹے استغاثے اور میری شہرت کو خراب کرنے کے لیئے جھوٹے محضرناموں کی ترتیب شروع ہو گی۔

۵ میرے حقیقی بھائی۔ میرے دوست احباب۔ میرے عزیز اقارب۔ سب کو اسی پراپیگنڈا میں لیا جاکر سب کیلئے پولیس اور جوڈیشل سے نقصان رسانی کا سلسلہ شروع کرا دیا گیا۔

۶ میرے افسر ریونیو منسٹر صاحب بہادر کو جو میری بے قصوری سے واقف تھے۔ اس خیال سے کہ وہ کسی وقت میری امداد نہ کر سکیں۔ ان کو بھی اس پراپیگنڈا میں لے لیا گیا۔

۷ پولیس۔ مال۔ جوڈیشل۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ۔ سکرٹری ایٹ پبلک صاحبزادگان۔ معززین اطراف سب سے اپنے اثرات کے ذریعہ حسب عادت قدیم اس پراپیگنڈا کے اندر کام لیا گیا۔ اور سرکار والا کو ذہن نشین کرایا گیا کہ میں سرکار والا کا بدخواہ۔ برطانوی افسران سے سازش رکھنے والا اور ملک کا غدار ہوں۔ لیکن پروردگار سرکار والا کو سلامت رکھے جنہوں

کو اس خاندان کے مزارات تک عقیدت اور ارادت کا تعلق ہے۔ ریاست کے ساتھ قدامت نمکخواری کا سلسلہ نہایت وسیع اور پائدار ہے۔ میرے محترم باپ سردار محمد حسین خانصاحب بعہد غفران مآب نواب سر صادق محمد خانصاحب عباسی ریاست کے وزیر اعظم تھے اور اسی منصب کے دوران میں قضائے الٰہی نے موت کے ذریعہ ان کو اپنے آقا کے قدموں سے جدا کیا۔ جنکی خداداد حسنات۔ زہد۔ اتقا اور اپنے آقا سے سچے جاں نثار اور فداکار ہونیکا واقعہ ایک تازہ زمانہ کا واقعہ ہے۔ تشریح کی ضرورت نہیں۔ اس کا نقشہ برادران وطن کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ باپ کی جدائی سے چھوٹی عمر میں ہمیں یتیمی نصیب ہوئی۔ آقا کی نوازشات اور مرحوم کے قدریات کا صلہ تھا۔ کہ اسی مہربان آقا تاجدار ریاست نے پنشنوں کے ذریعہ ہمیں آغوش شفقت میں لیکر جوان کیا۔ جن میں سے آج میرا بڑا بھائی سردار غلام حسن خان صاحب نائب مشیر مال ہے۔

میرا دوسرا بھائی تحصیلداری بنیک کو چھوڑ کر آج تقریباً تیس سال سے روضۂ اقدس نبی عربی صلعم پر محض ارادت قلبی اور جذبات حقیقی سے بحیثیت معتکف دائمی اقبال منعم قدیم والئی ریاست کے۔ جس کے ساتھ پنشن اور وظائف کے ذریعہ آقا کی طرف سے مراعات کا سلسلہ جاری ہے۔ میرا چھوٹا بھائی خدمات کے ذریعہ کرنل فوج کے عہدہ تک پہنچا اور اب وہ سیکرٹری کیفیات ہے۔

میرے بھائی کا ایک لڑکا فوجی کپتان اور دوسرا تحصیلدار آبکاری ہے۔

میرے عزیزوں میں سے ایک نائب تحصیلدار اور دوسرا انسپکٹر بنک ہے۔ اور تیسرا ضلعدار نہر ہے۔ اور اسی طرح میرے خاندان کے باقی افراد چھوٹے بڑے عہدوں پر ملازمتوں کے ذریعہ نمکخوار ہو کر اعلیٰ اقبال سرکار سے پرورش پا رہے ہیں۔ جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ جن میں سے کوئی علی گڑھ میں اور کوئی بہاولپور میں ہے۔ ان سب کیلئے ہم لوگوں کو حاجتمندی کا واسطہ ہے۔

بذات خود سرزمین ریاست کے اندر میں پہلا شخص ہوں۔ جس نے پندرہ روپیہ کی آسامی پر مقرر ہو کر پولیس جیسے ایک انتظامی صیغہ کے اندر اپنے آپکو آخری عہدہ سپرنٹنڈنٹی پولیس تک پہنچایا۔ درحالیکہ والیان ریاست کے کم سن ہونے کے باعث میری ملازمت کے درمیانی عرصہ میں کونسل آف ریجنسی اور کرنل گرے صاحب بہادر کی سپرنٹنڈنٹی سٹیٹ جیسا نازک ترین زمانہ رہ گیا۔ جس کے اندر ملازمان کی ترقی کا انحصار خدمات کے خاص امتیاز پر ہوا کرتا تھا۔ اور پھر یقیناً وہ بھی میں پہلا شخص ہوں۔ اور یہ مبارک دن مجھ کو ہی نصیب ہوا۔ جبکہ ملازمت کے شیریں ثمر پنشن پر ریٹائر کرتے وقت مربعہ جات اراضی تین ہزار روپیہ نقد۔ قیمتی وردی۔ اور اسلحہ مرحمت فرماتے ہوئے میرے آقا نے اپنے حضور باریابی کی عزت بخشی۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے مجھے تمغہ پہنایا۔ میرے عمر بھر کی خدمات کا زریں الفاظ سے اعتراف

فرماکر فرمان شاہی عطا کیا۔ فرمان شاہی کا وہ زبانی حصہ جس میں آقا نے مجھ ناچیز غلام کو حیاتِ جاوید کا مژدہ بخشا۔ اُس کا نشہ نہ تو میرے دماغ سے زائل ہو سکتا ہے اور نہ اُس کا تصور میرے دل سے پرے ہو سکتا ہے یعنے منعم قدیم حضور سرکار دام اقبالہٗ و ظلہٗ و ملکہٗ کا یہ فرمان کہ "تم پوری فداکاری کے باعث ہماری محبت کے شہید ہو۔ اور شہید ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں۔"

میرے لئے حیاتِ جاوید کا باعث ہیں۔ جو نہ صرف میری باقیماندہ زندگی کیلئے باعث راحت بلکہ آخرت میں بھی باعث سُرخروئی و عزت ہیں۔ برادرانِ وطن! اس بات کو تو بڑھکر نہایت خوبصورتی کے ساتھ جانتے ہوں گے۔ کہ میں محمد امین خان کون تھا اور جناب مولوی غلام حسین صاحب کون۔ اور ہمارے آپس میں کیا تعلق تھے۔ اس وقت سے جبکہ انکو شرف اتالیقی حاصل ہوا۔ میں اُن کا خدمتگذار تھا۔ جان و مال دینے تک کبھی دریغ نہ کیا۔ انکی بحالیٔ عزت اور حرمت کیلئے میں نے لمبے لمبے سفر کئے۔ اور تکلیفیں جھیلیں اور انکے بقائے اقبال ملازمت کیلئے میں نے نہ صرف سر فروشیاں کیں۔ بلکہ اپنی ہستی کو انکی محبت میں فنا کر دیا۔ میں انکا بازوئے راست تھا۔ میری بدقسمت سپرنٹنڈنٹی کے عہد میں انکی طرف سے جو جو ناگوار حالات پیش آتے رہے۔ اور جنکی تکمیل میرے عملہ ماتحت سے اپنے اثرات کے ذریعہ کرائی جاتی رہی وہ حالات بہت نازک ہیں جنکے اندر سنگین جرائم کا ارتکاب۔ ناکردہ

گناہ لوگوں کیلئے زندان ، جو ٹے مقدمات کے ذریعہ لوگوں کی جلاوطنی اور تباہی حصول اراضیات کیلئے مظالم یورپین افسران کیخلاف پروپیگنڈے۔ استقاطِ حمل تکرار ازدواج وغیرہ وغیرہ کا سلسلہ موجود ہے لیکن میرا اخلاق۔ میری تہذیب۔ میری شرافت۔ اس بات کی متقاضی نہیں ہوسکتی کہ ان حالات کو مختصراً بھی اس تحریر کے اندر دکھلا سکوں یہ انہی خدمات کا نتیجہ ہے۔ جو مجھکو مولانا صاحب کے ہاتھوں سے مل رہا ہے۔ اور آنکے اِس حمایتہ بیر روںیہ پر اب تحیہ کر لیا گیا ہے۔ کہ بہت جلد اصالتاً اِن واقعات کو ہوم منسٹر صاحب کی موجودگی میں اپنے آقا کی خدمت پیش کرونگا۔ اور پردہ دینے کے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اپنے درد اور ارمانوں کو دل سے نکالوں گا۔

البتہ اس وقت میرے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ برادرانِ وطن کے سامنے اُن حالات کو افشا کروں۔ جن کے باعث بایں خدمات و سرفروشی میں اِسقدر مبتلائے مصیبت ہوا۔ اور ہو رہا ہوں۔ اور اسی طرح جو جو تکلیفیں میری قوم پر۔ میرے عزیزوں پر۔ میرے دوستوں پر۔ میرے پاس آنے جانے والے لوگوں پر وارد ہو رہی ہیں۔ اس کا اثر میرے دل پر اِس قدر ہے۔ جس قدر کہ اپنی [illegible] سے نہیں ....

لطف اللہ خان اور ہوم منسٹر صاحب کے تعلقات کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ میں اس موقع پر اُس واقعہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جسکے باعث مجھ پر عتاب وارد ہو کر میری مدت العمر کی خدمتیں برباد کردی گئی ہیں۔ مولانا صاحب کے پولیٹکل کاروبار تو کسی سے مخفی نہیں۔ لطف اللہ خان بھی ہوم منسٹر صاحب کے پولیٹکل کاروبار کے اندرسان کے عامان کارپرداز کیساتھ ایک ممبر تھا۔ جسکے پاس ریکارڈ بھی رہا کرتے تھے ۔ اور ہوم منسٹر صاحب نے اپنے پاس اسکو ۔۔۔ تنخواہ کا ایک معقول عہدہ دے رکھا تھا۔ بدقسمتی سے میاں عطا محمد صاحب سالہ ہوم منسٹر صاحب و میاں ضیاء الدین صاحب فرزند ہوم منسٹر صاحب وغیرہ اور لطف اللہ خاں کے درمیان کئی ایک معاملات کے باعث ناچاکی پیدا ہوگئی۔ اُسے ایک موقع پر گھر جانا پڑا۔ ریکارڈ دیکر نہ گیا۔ حصول ریکارڈ کے لئے مولویصاحب نے اُسپر جھوٹے مقدمات بنوائے۔ میں اُن دنوں بہت عرصہ سے عیال اطفال اجمیر شریف تھا۔ اتفاق سے بہاولنگر آیا۔ جہاں مولانا صاحب پہلے موجود تھے۔ میرے آنے کے دو تین روز بعد لطف اللہ خاں بھی مولویصاحب کو ملنے کے لئے آگیا۔ لیکن یہاں ناگوار واقعات پیش آئے۔ وہ لاہور مولویصاحب کے معزز دوست نواب احمد یار خاں دولتانہ کے پاس چلا گیا۔ مولویصاحب کو شبہ پیدا ہوا کہ وہ بحیثیت ایک ہندی برطانوی رعایا کے یہ ریکارڈ گورنمنٹ آف انڈیا میں پیش کریگا۔ جس پر مجھے [illegible]

تار کے ذریعہ اسکو لاہور سے منگوا لیا گیا۔ اور سیشن دیرہ سے ایک جرم قابل ضمانت میں اسکو
پکڑوا کر اُسکی جو تذلیل بھرتہ تشہیر کرائی گئی۔ اُسکا بد نما سین برادران وطن آنکھوں سے
دیکھ چکے ہیں۔ میں نے ریکارڈ دلا دینے کے وعدہ پر نور محمد خان سند جر زمیندار خیرپور
کے ذریعہ اُسکی مخلصی کرائی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ حالات پیش آمدہ کے باعث لطف اللہ
خان نے ریکارڈ نہ دئے۔ اور میں مورد عتاب ہو گیا۔

مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اس خیال پر کہ ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہیں۔ میرے
گھر کی غارت کیلئے ڈاکوں کی مامور گی ہو گئی ہے۔ اور لطف اللہ خان پہلے سے باخبر تھا
کہ ہوم ممبر صاحب اُسکی ہلاکت جان کا عزم رکھتے ہیں۔ جسپر اُسنے فریاد خان کا سلسلہ
شروع کر دیا۔ اور چیف کورٹ میں بھی درخواست پیش کر دی۔ حالات افسوسناک ہو
چکے تھے۔ جسکے باعث میں مجبور ہو کر عزت آبرو بچانے کیلئے بعزم ہجرت بیت اللہ شریف
معہ عیال اطفال سیستان کے اندر ایک دور دراز فاصلہ پر جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ جسکو
چھٹا مہینہ گذرتا ہے۔ جو میرے پسماندگان کے ساتھ میرے جانے کے بعد جو سلوک ہوتے
ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ یا نور محمد خان سند جر کیساتھ ریکارڈ نہ دلا سکنے کے
باعث جو سلوک ہوا۔ اُسکا میرے دل پر دردناک اثر ہے۔ میرے بچے اسوقت
ساحل سندھ پر بعزم روانگی جہاز موجود ہیں۔ اور بد قسمتی سے حصول پاسپورٹ

کے لئے میں یہاں آ گیا ہوں جس پر میرا آنا باعث وبال جان بن گیا ہے ۔ اب مجھے ضرورت
پیدا ہو گئی ہے ۔ کہ جب تک اپنی اور حضرت مولوی صاحب کی حقیقت کو اپنے آقا کے حضور
انکشاف نہ کر دوں ۔ تب تک عزم ہجرت ملتوی رکھوں ۔ فی الحال میری زبان بند ہے
میں کچھ زیادہ تحریر نہیں کر سکتا ۔ برادران وطن مجھے معذور رکھیں ۔

اور میں لطف اللہ خاں ۔ وہ شخص ہوں ۔ جسے زائد از سو سال سے دولت خداداد
عباسیہ کیساتھ نمکخواری اور ارادت کا تعلق وابستہ چلا آتا ہے ۔ چنانچہ سلسلہ
نمکخواری کے اندر بزمانہ اوائل ریاست ع۱ نواب پیر محمد خانصاحب پوپلزئی
میرے جد امجد ریاست کے اندر کاردار رہے ۔ جنہیں اُس زمانہ کے قانون کے
مطابق اپنے حدود اقتدار کے اندر پولیس ۔ مال ۔ انہار ۔ جوڈیشنل وغیرہ ہر ایک
صیغہ پر پورے اختیارات حاصل تھے ۔ چنانچہ حق نمک ادا کرتے ہوئے خاک ریاست
میں اُن کے وجود کو شرف تدفین حاصل ہوا ۔ ع۲ میرے عم حاجی محمد رحیم خان
صاحب بھی کاردار رہے ۔ ع۳ میرے دوسرے عم سردار محمد فضل علی خاں صاحب
جوڈیشنل جج ۔ ع۴ میرے تیسرے عم حاجی سلطان محمود خانصاحب تحصیلداری
انہار تک پہنچے ۔ اور اسی طرح میرے خاندان کے باقی لوگ زمانہ قدیم سے آجتک
مختلف صیغوں کے اندر ۔ تھانہ دار ۔ تحصیلدار ۔ صوبہ دار ۔ گرداور ہوتے چلے آئے

اور اب تک موجود ہیں۔

قدامت کا سلسلہ یہاں تک وسیع اور پائیدار ہے۔ کہ صلہ خدمت میں اس خاندان کے یتیم بچے اور بیوہ مستورات خزانہ عامرہ سرکار سے پنشن پاتے ہوئے داعی اقبال سرکار ہیں۔ میں سرزمین ریاست کے اندر پیدا ہوا۔ اسی میں پلا اور پلکر جوان ہوا۔ میرا پیر خانہ۔ میرے بزرگوں کی قبریں۔ میری اہل برادری کی مستقل آبادی۔ انکی اراضیات اور مکانات ریاست کے اندر ہیں۔ گویا میرا گوشت۔ پوست اور خون نمک ریاست سے ہے۔ اور میں کسی حالت میں اپنے آقا کے نمک سے پرے نہیں ہو سکتا۔

میں سنہ ... پر ملازم ہوا۔ اور سب انسپکٹری پولیس پر پہنچا۔ فرائض سرکاری کی انجام دہی کے تعلق۔ اپنے ہمعصروں کے اندر تنہا میں ایک ہی شخص تھا جسکو حدود شدہ صوبہ پنجاب۔ ریاست کیساتھ حکومت برطانیہ کے دونو ملحق علاقہ جات کے صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس سے لیکر صاحبان انسپکٹر جنرل تک انعام عطا ہوئے نیز سارٹیفکٹ ملے جو میرے پاس موجود ہیں۔ اسکے علاوہ جنگ یورپ کے وقت سرحد ریاست پر امن قائم کرنے میں۔

سرحدی تنازعات کو رفع کرنے کے وقت

مشکل مقدمات کی پیروی کے لئے۔

سنگین وارداتوں میں پیدائی مال مجرم کی خاطر۔ وغیرہ وغیرہ۔
غرضیکہ ہر اُڑے وقتوں میں میرا انتخاب ہوتا رہا جس میں کہ ہر موقعہ پر مجھے قدرت کامیابی دیتی رہی۔ اور میں اپنے حق نمک سے سرخرو ہوتا رہا۔ سٹیٹ کے انتظامی صیغہ جات پولیس۔ جوڈیشل اور صاحب پریذیڈنٹ کونسل تک کے میرے پاس کافی اسناد موجود ہیں۔ جس میں ہر موقعہ پر میری خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔

سنگین اور اہم خدمات کے سپرد ہونے پر اور اُن کو مستعدی اور سرفروشی کے ساتھ انجام دینے کے دوران میں خود غرض اور چوری پیشہ لوگوں سے میری برخلاف پراپیگنڈا بھی شروع ہوا۔ اور مجھے اُس میں معطلی کا آسیب بھی پہنچا۔ لیکن جوڈیشل تحقیقات کے اندر پروپیگنڈا کا دور نہ چل سکا۔ اس تمام پراپیگنڈا کو خود پراپیگنڈا کی اپنی بناکردہ اختراعی شہادت نے باطل قرار دے دیا۔ اور کسی معاملہ کے اندر مجھے جوابدہی ملکرنی پڑی۔ اور پوری سرخروئی کیساتھ آقا کی معدلت گستری سے سالم ایام معطلی کی تنخواہیں بھی لیں۔ اور اپنے عہدہ کی پوری پنشن بھی حاصل کی۔

اب برادران وطن کیسامنے کسی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ کہ میں لطف اللہ کو تھا۔ اور مولوی غلام حسین صاحب کام فنشر گورنا۔ میں ایام فنشر صاحب کی خاص ضرورت

اور مہربانی کا آدمی تھا۔ اُنکے پولیٹکل رازدنکے اندر اُنکی کارپرداز پارٹی کا بھی ممبر تھا
اور بالعموم اُنکے ساتھ ملکر بھی کام کیا کرتا تھا۔ اور اُن ہی خدمات کا صلہ تھا جسکے
باعث اپنے پاس مجھے ضعیف کا عہدہ دیا گیا تھا۔ آرام اور آسائش کیلئے سرکاری سامان
عطا ہوا تھا۔ سرکاری ٹانگے۔ بگھیاں اور موٹر ضرورت کیوقت مجھ پر وقف تھے
میرے آقا کے حضور ہمیشہ میری تعریف کی جاتی تھی۔ ہوم منسٹر صاحب کے اقبالمند
عزیز (میاں عطا محمد صاحب تھانہ دار) خطوط کے اندر مجھے حضور فیض گنجور کے لقب سے
ملقب کرتے تھے۔ میرے پاس ہوم منسٹر صاحب کے رازدوں کے پولیٹکل ریکارڈ بھی
رہا کرتے تھے۔ جنکے اندر بالعموم اُن تمام رازدوں کا سلسلہ تھا۔ جنکے ذریعہ پولیس
سے جو جھوٹے مقدمات جوڈیشنل سے امن سوز جرائم کے جو جھوٹے دستاویزات ناکردہ
گناہ لوگوں کیلئے زندان۔ یورپین افسران کے خلاف جو جھوٹے پراپیگنڈے گورنر
صاحب بہادر پنجاب اور صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے دفاتر میں جاسوسوں کے ذریعہ
مداخلت۔ ڈاکخانوں کے اندر ایجنٹ صاحب کی تاروں اور ڈاک کے لفافوں کی پڑتال
حصول اراضیات میں حیلہ سازی۔ شدید اور سنگین جرائم کا ارتکاب۔ وغیرہ
وغیرہ کام انجام ہوتے تھے۔
بدقسمتی سے میاں عطا محمد صاحب سالہ ہوم منسٹر صاحب میاں ضیاء الدین صاحب فرزند

ہوم منسٹر صاحب اور میرے درمیان اُس دوران میں ناچاکی پیدا ہو گئی۔ جبکہ بھاؤ لیکھ کے اندر غارت کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اور جسکے اندر ایک وقت موقعہ واردات پر میاں اللہ ڈیوایہ سالہ میاں عطا محمد ملازم ہوم ڈیپارٹمنٹ پکڑا گیا۔ اور محمد امین خانصاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حیرانگی کی حالت میں یہ دیکھہ کر کہ ہوم منسٹر صاحب کے تعلقدار لوگ غارت کر رہے ہیں۔ اور لوگوں میں ہیجان پیدا ہے۔ مجھے ہوم منسٹر صاحب کا خاص آدمی سمجھ کر تعینات کیا۔ تاکہ افشائے حالات کے اندر ہوم منسٹر صاحب کو اُن پر کوئی شکایت نہ رہے۔ جسپر میں نے مال مجرم برآمد کر کے انعام حاصل کیا۔ جسکے سلسلہ نے یہاں تک دنوں کے اندر طول کھینچا کہ میں ترک ملازمت کے ذریعہ عازم واپسی وطن ہو گیا۔ میرے پاس ریکارڈ بدستور موجود تھے۔ کہ بھائی کی تار بیماری پر درخواست رخصت دیتے ہوئے گھر چلا گیا، خطا یہ ہوئی کہ ریکارڈ دیکر نہ گیا۔ یہ تمام اُسی رنج اور ریکارڈوں کے حاصل کرنے کا حیلہ تھا۔ کہ میری غیبت میں میرے رخصت پر چلے جانے کے بعد میرے خلاف جو مقدمات تیار کرائے گئے۔ اور برٹش علاقہ سے دہوکہ کی تار کے ذریعہ بلاتے ہوئے ناکردہ گناہ جس طرح مجھے شدید تکلیف پہنچائی گئی۔ اسکا نقشہ برادران وطن کے سامنے ہے۔ ان مقدمات

کے اندر حراست میں لیکر میری نسبت زہر خورانی کا عزم تھا

لیکن اُس پر اپنے آپ کو جلدی کامیاب ہوتا نہ دیکھ کر میرے قتل کے لیے اپنے زبردست ڈاکو لگا دیئے گئے ۔ ۔ ۔ میرے عزیزوں کو ملازمتوں سے علیحدہ کر دیا گیا ۔ اور جب میں نے عدالتوں میں درخواستوں کے ذریعہ حالات کو افشا کرنا شروع کر دیا ۔ تو اُسوقت میرا داخلہ ریاست بند کر دیا گیا ۔ ان ریکارڈوں کے اندر نہ صرف میری دادخواہی کا سلسلہ موجود تھا ۔ بلکہ اُن کو انشا کرنے سے اپنے آقا کی سرخروئی نمک کے علاوہ بندگان خدا کی آئندہ فلاح معصیت کا سوال تھا ۔ اور میں چاہتا تھا ۔ کہ ان کو اپنے آقا کے حضور پیش کروں ۔ لیکن یہاں پہنچنا ناممکن ہو گیا تھا ۔ اسلئے میں نے اپنے تحفظ کیلئے ان واقعات کو گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچا دیا ۔ جسکی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ۔ اگرچہ ہوم منسٹر صاحب نے داخلہ بند کرانے کے بعد بھی کئی ایک معزز آدمیوں کے ذریعہ حصول ریکارڈ کا حیلہ بھی کیا ۔ اور اپنے تعلقداروں کے ذریعہ شدید لجاجت بھی کی تھی ۔ تا کردہ گناہ علیحدہ شدہ عزیزوں کے بحال کر دینے کا وعدہ بھی کیا گیا تھا ۔ لیکن طبیعت نے گوارا نہ کیا ۔

یہ امر بھی برادران وطن کے حضور ظاہر کر دینے کے قابل ہے ۔ کہ

حافظ غلام قادر خان صاحب وہ شخص تھا۔ جسکے برخلاف سال ۲۷ء میں
پراپیگنڈا برپا کرتے وقت اپنے دیگر آلہ کار لوگوں کیساتھ مجھ کو اور محمد امین خان
صاحب کو بھی استعمال کرایا گیا تھا۔ جسکے باعث حافظ صاحب کو ہم لوگوں پر کافی
رنج تھی۔ اور ہم کو ندامت۔ محمد امین خان صاحب وہ شخص تھا جسکے دہوکے تار دینے
میں پر مبتلائے مصیبت ہوا۔ اور جو مجھ کو تنہا چھوڑ کر مصیبت کے حوالے کرتے ہوئے
ہندوستان میں کسی دور مقام پر چلا گیا تھا۔ اور جس سے میرے دل پر سخت آزار تھا۔
مولوی عبدالرشید صاحب۔ اور لالہ چمن لعل صاحب وہ شخص ہیں جن سے
میرا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سراسر ہوم منسٹر صاحب کا فیضان کرم تھا۔ کہ میری نسبت
جذبات کاوش کو پورا کرتے ہوئے اپنے مورد عتاب متذکرہ بالا تمام معزز
آدمیوں کو بھی ایڈریس مرتو نمبر کے ذریعہ پورے خطرہ میں ڈال دیا۔ اور جلاوطن
کر کے میرے پاس بھجوا دیا۔ اگرچہ آٹھ ماہ سے میرا کوئی دن ایسا نہیں گذرا
مگر ہو خواہ سفر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ ریاست کے بیشکتے ہوم منسٹر صاحب کے
ستم رسیدہ لوگ آ آ کر تلاش کرتے ہوئے مجھے نہ ملتے ہوں۔ لیکن یہ موقع
خاص طور قابل مشکوریت ہے۔ اب عزم یہ ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے اپنے
آقا کے حضور ہم لوگ پیش ہوں۔ اپنے اوپر نازل شدہ ناکردہ گناہ مصائب

اور مرحوم منسٹر صاحب کے حالات اور سربستہ رازوں کا اظہار کریں۔ چنانچہ عالیجناب چیف منسٹر صاحب کی معرفت آقائے نامدار کے حضور درخواستیں بھجوائی گئی ہیں تاکہ غلامان کو باریابی کا موقعہ عطا ہو۔

ایڈریس کا مضمون نہایت دردناک مضمون ہے۔ اور وہ بالعموم ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ جو ہمارے مدت العمر کے رفیق۔ ہمارے حالات کے ماہر۔ ہمارے ساتھ ملکر کام والے۔ اور مرحوم منسٹر صاحب کی اغراض براریوں میں ہمارے شریک کار۔ اور موجودہ تکلیف کے ابتلاہائے ہمدرد ہیں۔ اگرچہ اُنکی مجبوریوں کا سلسلہ ہم لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ تاہم ایسے خلاف واقعہ اور نامناسب مضمون پر دستخط کرنے کے متعلق مجھ کو اُن سے شکایت ضرور ہے۔ لیکن اس موقعہ پر میں فاضل حجان چیف کورٹ کو داد دیتا ہوں۔ کہ اُنہوں نے اقبال من شمس کو آپکے والد بزرگوار کے شہر پاکردہ پراپیگنڈا کے اندر اصلیت کے پورے انکشاف کے ساتھ ظاہر کیا۔ کاش اُن کو اگر اپنے سالہ مرزا عزیز بی اے ایل ایل بی وحشی ترجمان ہوم منسٹر صاحب کی فرستادہ چھٹی کا مضمون یاد آجاتا۔ جو نہایت خطرناک اور شدید ترین قابل گرفت مضمون تھا اور جس سے مستقبل کی واردتوں کی خبر ملتی تھی۔ تو یقیناً وہ اس ایڈریس پر دستخط نہ کرتے۔

اور بزرگ مہتہ صاحب کے حضور ادب سے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ کیا ایڈریس پر دستخط کرتے ہوئے تعلقات کا ناقابل شکست سلسلہ اور حقیقت کا صحیح اور اصلی نقشہ فراموش کرنے کے علاوہ حضور کو اسٹیشن پر شاہ پور تازہ رہبری کرنیکا واقعہ بھی فراموش ہو گیا تھا۔ باقی سلسلہ قابل تشریح نہیں جس پر آپ غور فرما سکتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اسی واحد مضمون کے ذریعہ میں اپنے محترم مولانا فضل حسین صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ کیا جناب کو بھی اسٹیشن ڈیرہ نواب کے قریب والے باغ میں میرے ساتھ تین گھنٹہ کامل تخلیہ کے واقعات بھی دستخط کرتے وقت بھول گئے تھے۔ اور صاحب بہادر کے گھوڑے کے خلاف زیر فرمان ہوم منسٹر صاحب خان بہادر عبد الغنی خاں کے پاس رات کے وقت جا کر جو بھی ڈائری حاصل کرنیکی تمام کوشش کا واقعہ بھی بھول گیا تھا۔ اور پھر ڈاکخانوں سے ایجنٹ صاحب بہادر سابق کی تاریں نکلوانے کا واقعہ بھی فراموش ہو گیا تھا۔ چونکہ آپ کی ذات سے خلوص ہے۔ اسلئے باقی سلسلہ درج صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ منشی محمد اکبر خان۔ آپ تو انجینا کسی بات کو یاد نہیں رکھا کرتے ماشاء اللہ کیا یہ صحیح نہیں کہ ہوم منسٹر صاحب کے زیر فرمان امن سوز جرائم کے جو تھے ریکارڈ تیار کرنے کا تو آپ نے ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔ اور کیا فی الواقع آپ کو یہ یاد نہیں رہا۔ کہ آپکی قلم کے لکھے ہوئے۔ صریح جو تھے ریکارڈ کسی جگہ موجود ہیں۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ حساب دوستان در دل۔ مولوی سعید احمد صاحب۔ میں آپکو سال ۱۹۱۴ء کے معاہدہ سٹیشن پر آپکے دستخطوں کا نقشہ یاد دلاتا ہوں۔ اور ضیاء الدین فرزند ہوم منسٹر صاحب تازہ زنشتہ کے بعد مجسٹریٹ ہونیسے اس بات

کا معتقد ار سمجھتا ہوں ۔ جوکہ آپ نے کیا ۔ مولوی فیض محمد صاحب مجسٹریٹ ۔ ناکردہ گناہ دوستوں کی لائف
کو تباہ کرتے وقت اگر آپ خیرپور ٹامی اور بہادل (غلام نادر) کا معاملہ یاد کرتے ۔ تو دوستوں کے
خلاف یقیناً انسانی ضمیر آپ کو ایسے ایڈریس پر دستخط کرنے سے باز رکھتا ۔ شیخ حفیظ اللہ
صاحب ملٹری سکریٹری ۔ دل را بادل رہ ہست ۔ حکومت کے خلاف معاہدہ سازش
سال ۱۹۲۸ء کی اپنے دستخطوں سے ترتیب ۔ ریاست سے تازہ باہر گئے ہوئے کسی آدمی کے
پاس سرکار والا کے کانفیڈنشل ریکارڈ کا پہنچانا ۔ بہ یک تیر دو فاختہ ۔ دنیا (...) ہے کہ
آپ جلد مشہور ہونگے ۔ اور آپکی تمنا پوری ہوگی ۔

سید عبدالرزاق شاہ صاحب نائب تحصیلدار ۔ کیا فی الواقع آپ ہی ہیں جس کا خاندان
بہ یک بینی دو گوش بہ ضبطی جائداد ریاست بدر ہوا تھا ۔ اور کیا آپ ہی ہیں ۔ جو حافظ عاقب
نو بہ شیر تمامی آبا آبا کہا کرتے تھے ۔ اور آپکا بھائی مجھے اور میرے خانصاحب کو (...)
کہا کرتا تھا ۔ غرباء موجودہ آبا کے قدموں پر آپ کب ہاتھ رکھینگے ۔ مگر جناب سید غلام مرتضیٰ
شاہ صاحب ۔ الحمد للہ ۔ کچھ ہی سہی ۔ دوستوں کے طفیل رسائی تو ہوئی ۔ اگر کوئی گناہ بھی ہوا ہے
تو دوستوں کا اور خدا کا ۔ دوست تو آپکو بخشتے ہیں ۔ اور اللہ غفور الرحیم ہے ۔ وہ بھی آپ کو بخشیگا ۔
سردار محمد امیر خان صاحب ۔ آپکے تقدس ۔ اور آزاد منش ہونیکا دل پر اثر ہے ۔ اچھا تو یہی
تھا کہ کم از کم مولوی عزیز الرحمن صاحب اور ملک فیض بخش صاحب منشی محمد عمر صاحب وغیرہ

لوگوں کی طرح آپ بھی دوستوں پر ناکردہ گناہ والزام نامہ پر دستخط فرمانے سے اجتناب کرتے بچہ ولایت گیا تھا۔ تو وہ آپکے حقوق تھے اور آقا کے احسان۔ پھر آپنے اسے مولانا صاحب احسان کا کیوں سمجھا۔ بزرگ منیجر صاحب خانصاحب تھے۔ آپ تو شاید وقت پر فرماوینگے۔ کہ لا اعلم۔ لیکن فرمائے وہ کونسی بات ہے۔ جو آپکے اور میرے رشتہ اک سے باہر ہے۔ . . . . کیا اقبال کے زینہ پر چڑھنے کیلئے زینہ کی سوخت بھی آپکو یاد نہیں۔ اور پھر جاگیر ماموں آباد سے آقا کے مال کی غارت۔ اور آپکے ذریعہ مولانا صاحب کے اپنے املاک پرسے جاتے نے ذریعہ آس مال کا تصرف وغیرہ بھی فراموش ہو گئے۔ اور پھر آپ دعوے صداقت رکھتے ہیں۔

حضرات صاحبزادگان فیض محمد خانصاحب و غلام بہاد الدین خانصاحب وغیرہ واقعہ اس قابل نہیں۔ کہ ان دستخطوں پر کوئی رنج آسکے۔ ملازمتوں سے برخواستگی۔ ناکردہ گناہ زندان ریاست بدر ہونے کا عمل۔ جوٹھے مقدمات۔ انگریزی عملداری قایم کرانے کیلئے برطانوی افسران سے سازش کے الزام۔ ترقیات سے محرومی۔ سلام کی بندش۔ خطابات ردتی کی ضبطی افعال شنیع کے اتہام۔ آقا کے دل میں ان کے بدخواہ ہونے کے نقش بٹھانے کا عمل سی آئی ڈی کے ذریعہ ان پر دائمی محاصرے۔ یہ ایسی صابر قوم کا حصہ تھا۔ جو ہوم منسٹر صاحب سے ان کو نصیب ہوا۔ ہوم منسٹر صاحب کے مرتبہ محضر ناموں پر دستخط کرنے کا یہ لوگ تختہ مشق ہیں۔ اور فی الواقع اسی کے اندر۔ ان کی عافیت ہے یہ وہی محضر نامے ہیں

جن پر کئی دفعہ زیر فرمان ہوم منسٹر صاحب ہم نے بھی اُن سے دستخط کرائے۔ جن کے ریکارڈ موجود ہیں:-

دیوان سکھیات صاحب آپ نے ملک فیض بخش صاحب سے سینئر ہو جانے کے احسان کا تو معاوضہ ادا کیا۔ لیکن ملک اور آقا کی سچی خیر خواہی کا بھی خیال کرنا لازمی تھا

مولوی محمد رمضان صاحب۔ اگر خدائے ذوالمنن کی عظمت کا ہمارے دلوں پر اثر ہے۔ تو آپ کی حالت واقعی قابل رحم ھے۔ اللہ آپکو اور منظور الحسن کو مرادات قلبی پر کامیاب کرے۔ اور آپکے ضرر پہنچانے والے آدمیوں کا خاتمہ خراب ہو۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ اور آپ آمین کہیں۔

محمد یار خان صاحب ناظم۔ درحقیقت امیدوں کا سلسلہ اور رشتوں کے توقعات شدید مشکلات کے متقاضی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن میں خلوص سے اس قدر ضرور عرض کر دیتا ہوں۔ کہ آپ کی میرے ساتھ کیا باتیں ہوا کرتی تھیں اور باقی دوستوں کے ساتھ کیا۔

ڈاکٹر رام دیال صاحب۔ آپ لوگوں کے معالجہ میں مصروف ہوتے ہونگے۔ وہ سیکل سے تبادلہ خیالات اور کبھی سیاسی تحریکات دینا۔ یا ایسے ایڈریس پر دستخط کرنا۔ آپکو تو فوراً بھول جاتا ہوگا۔ امید کہ آپ کو اپنے والد کی ناراضگی کا واقعہ بھی بھول گیا ہوگا۔ پھر

دوستوں کو آپ سے کیا شکایت۔

ماسٹر اللہ دتہ صاحب۔ اللہ آپ کو بے روزگاری کے صدمہ سے جلد بچائے اگر دوستوں کا وجود آپ کیلئے باعث کار خیر ہو سکتا ہے تو ہمارے لئے بھی کار ثواب ہے
محمد کبیر خان صاحب تکمیل پروپیگنڈا کیلئے سادات منڈ بوچہ کوٹلہ شیخاں کی مزاریں آپ کو مرحبا کہہ رہی ہیں۔ اپنے موہوم اور مستعار مفاد حصول ملازمت کیلئے دوستوں کے خلاف پراپیگنڈوں کا برپا کرنا درست نہیں ہوتا۔

باقی اصحاب کی خدمت ... فی الحال کچھ عرض کرنا باعث طوالت ہے۔ اور پیپہ اخبار کے موجود نہ ہو سکے باعث اسمار کی بھی پوری صراحت نہیں۔ اسلئے صراحت پر بعد میں اگر مناسب معلوم ہوا۔ تو کچھ عرض ہوگا۔

میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ایڈریس اور محضر نامے جو نہایت بیقراری اور جلدی کے ساتھ آج کل تیار کرائے جا رہے ہیں۔ برادران وطن کے سامنے ان پر بھی اپنے خیال کا تبادلہ کر لوں۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل کا ریاست میں تشریف لا کر دوسرے دن ۲۸ اکتوبر کو واپس جانا۔ اور پھر ان کے بعد رات دن کی معروفیت اور گرمجوشی سے اپنے اثرات کے علاوہ افسران پولیس مال۔ جو فیشن تخم کی ماموریتی کے ذریعہ اطراف اور

اور محضر ناموں کا شروع کر دینا - اگرچہ وقت کوئی سر بستہ راز تھا - جبتکا مجھکو یا
کسی اور کو کوئی علم نہیں تھا - لیکن اخبار ریاست دہلی کے پرچہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۶ء نے
دنیا کے اندر اس راز کو فاش کر دیا ہے کہ گورنمنٹ مولوی صاحب کو ریاست سے
باہر نکالنا چاہتی ہے - ہز ہائینس اسکو منظور نہیں کرینگے - گورنمنٹ اور ہز ہائینس
کے درمیان پھر ایک دفعہ رسکشی ہوگی - اور پھر اسی اخبار نے ۱۷ نومبر ۱۹۲۶ء کے پرچہ
میں زیادہ تر اس راز کو فاش کر دیا - بلکہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کے حضور صدائے احتجاج
بھی بلند کر دی - کہ مولوی صاحب کو ریاست سے نہ نکالا جائے - وہ ریاست کے خیر
خواہ ہیں - اب اس سے بلا کسی شبہ کے یہ واقعہ تو صاف ہو جاتا ہے - کہ
یہ تمام ایڈریس اور محضر نامے مولانا صاحب کی اُس خود غرضانہ مقاصد
کی تکمیل کے لئے تھے - جن کے اندر اُن کو اپنے بقائے دوام کی
آواز تھی - اور اُسکے اندر یہ ایک جملہ معترضہ تھا - کہ اُنہوں
نے یہ شبہ کرتے ہوئے - مجھ پر اور چند دیگر اپنے مورد عتاب آدمیوں
پر حملہ کر دیا - کہ اُنکے برخلاف گورنمنٹ آف انڈیا کا کوئی حکم ہم
لوگوں کی کسی تحریک پر ہوا ہے - دنیا سے یہ بات مخفی ہیں -
کہ متحمل گورنمنٹ کب ایسی جلدی کرنے والی ہے -
کہ وہ کسی کی فریاد پر بہت جلد اپنے سے باہر آجاوے - گورنمنٹ توجہ کچھ کرتی ہے - وہ
اپنے پورے اطمینان سے پوری تحقیق کے بعد کرتی ہے اور پھر اُس پر ثابت قدم رہتی ہے

کیا فی الواقع یہ صحیح ہے۔ کہ ہوم منسٹر صاحب سرکار والا دام اقبالہٗ محکمہ
یا رعایا سرکار کے خیر خواہ ہیں۔ اور ایسی خیر خواہی کا یہی نمود اور یہی ثبوت ہے
کہ قلیل عرصہ کے اندر لکھو لکھا روپیہ کی جائدادیں۔ شاندار محلات۔ اور خانہ داری کا
سامان تیار کر لیا جاوے۔ جو اُن کی تمام عرصہ ملازمت کی تنخواہ سے بھی ہزار ہا گنا
اضافہ پر ہو۔ برادران وطن بتلا سکتے ہیں۔ کہ آپکے دوران اقبال میں کب کوئی
ایسا سال گذرا۔ جس میں کہ سنگین جرائم کے ارتکاب نہ کرائے گئے ہوں۔ ناکردہ
گناہ لوگوں کے لئے زنداں تیار کرایا گیا ہو۔ ملازمان جو پولیس سے جھوٹے مقدمات
اور جھوٹے ریکارڈوں کے ذریعہ امن سوز حرکات کے ارتکاب نہ کرائے
گئے ہو۔ برطانوی افسران سٹیٹ کی رعایا اور سٹیٹ کے ملازمان سے
پروپیگنڈا کا دور شروع نہ ہوا ہو۔ اور رستاونی کا بڑھایا ہوا ذو نسخہ
استعمال نہ کیا گیا ہو۔ جو ہر پہنچ مورد عتاب کے لئے سرکار والا کے بدخواہ بنا دینے کا
آپ کے پاس ہر وقت موجود ہے۔ اور
اسی قسم کے ایڈریس اور محضر نامے تیار نہ کرائے گئے ہوں۔ وہ
محضر نامے اور ایڈریس کب کیسی تشریح کے محتاج ہو سکتے ہیں جو میجر کنٹرے
صاحب وغیرہ برطانوی افسران کے برخلاف اسی طرح صدہا لوگوں کے

دستخطوں سے تیار کرائے گئے تھے۔ جس طرح اب تیار کرائے جا رہے ہیں۔
جس میں سوائے بہتان کے اور کچھ نہیں تھا۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہوم
منسٹر صاحب کے اتنے بڑے امن سوز حرکات باخبر گورنمنٹ کے علم سے باہر
ہوں۔ اگر عادل گورنمنٹ نے کوئی اس قسم کا حکم بھی دیا ہے۔ تو اس سے
کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ وہ حکم ایسی سیاسی مصلحتوں اور خود آقائے
معظم کی خیر خواہی سے بغیر اور کسی خیال پر مبنی ہو۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے
کہ گورنمنٹ برطانیہ جس نے ہمارے آقا کو آغوش شفقت میں پال کر مالک
تخت و تاج بنایا۔ اور ہمیشہ کے لئے جو اس کے جان و مال کی محافظ اور
ذمہ دار ہے۔ وہ ہمارے آقا کی حقیقی خیر خواہ ہے۔ اور نہایت نا عاقبت
اندیشی ہے۔ کہ اپنے آقا کو اس کی حقیقی خیر خواہ گورنمنٹ کے مشورہ پر
عمل پیرا ہونے سے کوئی دوسرا مشورہ دیا جائے۔ یا جھوٹا سامان بنا کر
پیش کیا جائے۔ یا اصلی حالات کو تاریکی میں ڈال کر کوئی پراپیگنڈا شروع
کر دیا جائے۔ آپ فرما چکے کہ یہ پولیس اور مخبر نامے اپنے آقا کی
خیر خواہی کا [illegible] ہیں۔ یا پولیس اخبار ریاست اپنے آقا اور گورنمنٹ کے
درمیان رسہ کشی کرانے کے لئے سامان بنایا ہے۔ اور کیا ایسی تدابیر کو ملک کی

بہتری و خیر خواہی پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔
کوئی شک نہیں کہ ہوم منسٹر صاحب نے حالات وقت کے لحاظ سے اپنے
بقائے اقبال کیلئے طرح طرح کے حیلوں کا جال پھیلا رکھا ہے۔ کشتگان
ستم کے زخموں پر بھی مرہم سازی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ زخم جنہیں ناسور ہو گئے
ہوں۔ کب ایسی بالائی مرہم سے مندمل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر وہ مظالم جن کے
نادر بیشمار اور بے حساب مظلوموں کی آہ کا سلسلہ ہو۔ اور جن میں بینوا اور نادار
لوگوں کی تباہی کے حالات ہوں۔ بیوہ اور یتیم بچوں تک کی بربادی کی گئی ہو
شرفا لڑکوں کی عصمت دری ہوئی ہو۔ یہ سلسلہ کب تک قائم رہیگا۔ کب تک
جادو کا حصار برقرار رہیگا۔ کب تک رعایا مغم کے دیکھنے کو ترستی رہے گی
کب تک مصائب کا دریا ناپید کنار رہیگا۔ کب تک ہوم منسٹر صاحب کے
زیر رضا بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کو ذبح کیا کریگا۔ اللہ غفور الرحیم ہے۔
اگر فی الطرفع گورنمنٹ آف انڈیا کی کوئی توجہ اس طرف مبذول ہوئی تو
تو اپنی مخلوقات اور ہمارے آقا پر اللہ کی رحمت وارد ہو رہی ہے۔
برادران وطن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بحوالہ مضمون اخبار ریاست دہلی ہوم منسٹر
صاحب کی نسبت جو کوئی بھی حکم ہوا ہے۔ یہ اُسی حکم کا خوف ہے۔ کہ

ایڈریسیس اور محضرناموں کی حیلہ سازیوں سے ایک تو اُن کو حصول وثیقہ کی
ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ جس کے اندر۔ پرسنل فنڈ۔ توشہ خانہ جاگیرات۔
تصریفات۔ اوقاف یا اصطبل شاہی پرائیویٹ اخراجات۔ فنڈ تعلیم ولائت
وغیرہ کے ریکارڈوں کی درستی مطلوب ہوگی۔ جس میں کہ لکھوکہا روپیہ کی درآمد
برآمد کا سلسلہ بلا کسی حساب کتاب کے اُن کے ہاتھ میں رہا۔ جس کی وہ
درستی کر رہے ہونگے۔ اور زیادہ تر اُن کی خواہش بھائیوں کو بھائیوں سے
لڑانے کی ہے۔ تاکہ سرزمین ریاست کے اندر اُن کی نیک۔
یادگار قائم رہ جاوے۔ اس موقعہ پر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں
کہ اُن مظالم کے علاوہ جو میرے ساتھ برتے گئے۔ یعنی جھوٹے مقدمات ہلاکت
جان کا عزم عزیز واقارب کی ملازمتوں سے برخواستگی۔ داخلہ ریاست
کی بندش۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان جملہ مظالم پر حصول ریکارڈ سے ناکام ہوتے ہوئے
اور میرے سفر کبھی دہلی۔ کبھی لاہور۔ کبھی شملہ کا حال سنتے ہوئے
سب سے پہلے آپ نے۔

(۱) میرے خاندان کے لوگوں کے اندر وطن میں جائیداد کے متعلق مقدمات کا دور
شروع کرا دیا۔

(۱۲) میرے برادر زادہ رب نواز خان جس نے ترک ملازمت کے بعد تمام
اثاثہ خانہ داری فروخت کر کے گذارہ کے لئے ایک مشینری کا کام شروع کر دیا
تھا۔ اور مستری علاقہ سندھ الحاق ریاست کا رہنے والا تھا۔ مستری سے سازش
کے ذریعہ نقصان عظیم پہنچایا گیا۔ اسپر بھی مجھ کو اپنی دادخواہی کے لئے مصروف
سفر دیکھتے ہوئے

(۱۳) اپنے سالہ عطا محمد تھانہ دار اور اس کے رفیق سید علی کو نمال کے ذریعہ یہ
ریکارڈ مرتب کرانے شروع کر دائے۔ کہ میں شہر بہاولپور کی چوریاں کراتا
ہوں۔ جس سے انکا مقصود یہ تھا۔ کہ ایسی اطلاعوں پر وطن کے اندر بھی
مجھے تکلیف وارد ہو۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہوم منسٹر صاحب زیر فرمان
عطا محمد اور سید علی کو ایسے منصوبے تیار کرتے وقت اپنے مجرمانہ العالمون
کا وہ نقشہ یاد نہ آیا۔ جس کے ریکارڈ میرے پاس موجود ہیں۔ جس کے اندر
بے انتہا جرائم کرنے اور کرانے کے ذریعہ مخلوقات خدا کی تباہی کا سلسلہ ہائے
وطن کے اندر میرے لئے جو تکلیفات پیدا کی گئیں۔ ان میں میری
ہلاکت جان کی سازش کا سلسلہ بھی تھا۔ اور میری قوم کے آدمیوں
کے ذریعہ ریکارڈوں کے سرقہ کرانے میں انعامات کے بھی اتفاقات ہوئے گئے تھے

قدرت کا شان بہت زبردست ہے۔ قدرت نے مولانا صاحب پر رحمت کی تھی۔ وہ میری
طرح سفید پوش آدمی تھے۔ وہ علاقہ انگریزی ضلع ملتان کے ایک گاؤں کرور کے
باشندہ تھے۔ بھٹی قوم کے آدمی تھے۔ ان کا باپ میاں نبی بخش صاحب ریاست میں
آیا تھا جہاں ان صاحبان کا ابتداً ملائیت پر گذارہ تھا مردہ شوئی کا کام بھی کیا کرتے
تھے۔ اور ملائیت کے ذریعہ ملدو رکی خیراتی روٹیوں پر بالعموم ان کا وقت بسر ہوتا تھا۔
دیہاتوں میں وعظ کرکے بھی پیسے لیا کرتے تھے۔ ایک وقت اُن کو ملازمت کی ضرورت
ہوئی۔ سر مولانا رحیم بخش صاحب نے مہربانی کرکے جیل کے اندر اُن کو قیدیوں کا اتالیق بنایا
اس کے بعد اُسی سر مولانا نے تیس روپیہ پر اُن کو ہمارے آقا کا اتالیق بنا دیا۔ جہاں
سے آپ کا طائر اقبال اوج افلاک پر پہنچا۔ جس پر آپ بھٹی قوم سے قریشی ہاشمی
بن گئے۔ اور خاندان قریش سے رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ تبدیل قوم کے لئے وطن مولود
کے اندر کوشش بھی کی لیکن حکام نے منظور نہ کیا۔ عالم رویاء میں امام السلام کی
بیعت کے اعلان سے ولی اللہ کا جامہ پہنا۔ عالم جنات کو مسخر بتلایا۔ اور ریاست
کے معززین کو کلام مجید کے ذریعہ اپنا مرید بنایا۔ اور خود بھی اُن کے ساتھ صادق
رہنے کے لئے قرآن اٹھاتے رہے۔ منصب اتالیقی کے باعث سٹیٹ کے تمام صیغہ جات
پر اثرات قائم کئے۔ لکھو کھہا روپیہ کی اراضیات اور شاندار عمارت ریاست اور وطن مولود قصبہ کرور علاقہ
انگریزی کے اندر تیار کر دی بیسیوں لوگوں سے رشتے لیکر .... سٹیٹ

کے اندر معقول عہدوں کے عطا کرنے سے اپنی نوآبادی قبیں کی ذبردست جماعت بنالی۔ غرضیکہ جو جی آیا۔ وہی کیا۔ اور من مانگی مرادیں پوری کرتے رہے جلالی اور جبروت نے دنیا کے اندر آپ کو مستغنیٰ بنادیا۔ دوست دشمن کا امتیاز نہ رہا۔ شریف اور ذلیل کی پہچان نہ رہی۔ خود غرضیوں نے مغلوب الغضب بنادیا۔ اشتعال کے اندر سریع الانتقام ہو گئے ہوا اور حرص کے اندر ان کا وسیع دریا ناپید کنار ہو گیا۔ قدرت نے کئی دفعہ نیچا بھی دکھلایا۔ ناگہانی حادثات نے شہرت پر بھی صدمہ پہونچایا۔ لیکن شان استغنےٰ کے اندر فرق نہ آیا۔ بلکہ اب یہاں تک نوبت پہونچ گئی کہ جمع نماز میں بھی دروازہ کی جانب مسجد تک آنا باعث ناقابل برداشت تکلیف ہو گیا۔

سادات ملازمان سے پاؤں تک دھلانے شروع کردئے

میں ایک سلامت رو قوم کا آدمی تھا۔ اُنکے دام محبت میں آگیا تھا۔ کاش میری خدمات اور سبھی خدمت گذاریں پر شان استغنےٰ نے ذرہ بھر بھی التفات نہ کرنے دیا۔ اگر اُن کے استغنےٰ کا میں ابتداء میں واقف ہوتا۔ تو آج یہ مصیبتیں پیش نہ آتیں۔

برادران وطن میں حضرت مولانا صاحب کی زندہ تاریخ ہوں۔ العدتکم

معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں نے اُن کے کسی واقعہ کو ننگا نہیں کیا۔ میرے پاس
ہر ایک واقعہ کے بالعموم مفصل ریکارڈ ہیں۔ جن کو میں اپنے آقا کے پیش
کرونگا۔ یہ خط ان ریکارڈوں کا مختصر دیباچہ ہے نیز اور
میں عبدالرشید وہ شخص ہوں۔ جس کو بنائے وطن کے سامنے اس بات
کا پورا فخر اور ناز ہے۔ کہ سرزمین ریاست کے اندر پہلا شخص میں ہی ہوں۔
جو پنجاب یونیورسٹی کا بی اے آنرز علیگڑھ یونیورسٹی کا ایم اے۔ اور دہلی
یونیورسٹی کا ایل ایل۔ بی ہوں۔ اور پنجاب گورنمنٹ کا امتحان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
اعلیٰ گریڈ میں امتیاز کے ساتھ علاوہ پاس کر چکا ہوں۔ اور یہ تمام ڈگریاں اپنے
منعم قدیم والئی ریاست کے عنایات خسروانہ اور توجہات شاہانہ کے ذریعہ
پرورش فرمانے پر میں نے حاصل کیں۔ ان تمام ڈگریوں کے حاصل کرنے پر آقا
کے وہ شاہانہ الفاظ مجھے نہیں بھول سکتے۔ اور وہ مجھے حیات جاوید کا مژدہ
سنا رہے ہیں۔ جن کے ذریعہ آقا نے پہلے پہل مجھے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنانے
کا عزم ظاہر فرمایا تھا میں نے اس عرصہ کے اندر مختلف اوقات میں مترجم
وسیار منصف مجسٹریٹ درجہ اول۔ ایکٹنگ پبلک پراسیکیوٹر۔ واجسٹرار اجلاس
خاص کا کام کیا۔ میرے خدمات۔ میری محنت۔ میری استعداد۔ میری

دیانت داری۔ کسی تشریح کی محتاج نہیں اسکا بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ یورپین۔ اور برٹش افسیر جن کے تحت میں نے کام کیا۔ وہ تمام مجھ سے خوش رہے۔ اور موقعہ بموقعہ مجھے ترقی دیتے رہے۔

برادران وطن سے یہ بات مخفی نہ ہونی چاہیئے۔ کہ میں نے ریاست میں کیوں ملازمت کی۔ درحالیکہ اتنی قابل عزت ڈگریوں کے حاصل کرنے کے باعث برٹش علاقہ میں مجھے معقول عہدے مل سکتے تھے اور یہاں تک کہ آج اپنی حسب خواہش میں کسی اعلےٰ منزلت پر ہوتا۔ میرے اپنے قلبی جذبات تھے جن کے اندر تقاضائے عقیدت سے آقا کی فدا کاری مطلوب تھی۔ اپنے ملک اور برادران وطن کی خدمتگزاری کی دل میں ہوس تھی جس پر میں نے اپنے وسیع مفاد کو اپنے جذبات پر نثار کیا۔

میں ایک آزاد آدمی تھا۔ فرائض سرکاری کو انجام دینے کے بعد گوشۂ تنہائی میں زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ مجھ پر نہ عمائدین ریاست کو کوئی شکایت تھی۔ نہ برادران وطن کو

میرا قصور ایک تو یہ ہے۔ کہ میں ریاستی ہوں۔ اور اُس خاندان کا فرد ہوں۔ جس کو ریاست کے زمانہ قدیم اور آغاز سلطنت عباسیہ سے ریاست

کی رعایا اور آقا کے قدر دان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اور میرے خیالات کے لوگ ریاست کے اندر ملازمت۔ تجارت اور قابلیت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں جن میں سے زمانہ حال کے اندر منشی فاضل۔ مولوی عالم۔ حاجی الحرمین حضرت مولانا مولوی عزیزالرحمٰن صاحب مدظلہٗ جوڈیشل افسر ریاست بہاولپور اور مولانا الحاج مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب میونسپل کمشنر رئیس و سوداگر اعظم ریاست بہاولپور جیسے نیک اور متقی اپنے ملک اور آقا کے سچے جان نثار آدمیوں کا مسعود وجود موجود ہے۔ اس کے بعد

دوسرا قصور یہ ہے۔ کہ ریاست کی انتہائی عدالت جس میں ریاست کے مقدمات کی تقدیر کا آخری فیصلہ ہوا کرتا ہے۔ ایسے مقدمات کی تکمیل و ترتیب اور عدالت اعلیٰ کے سامنے واقعات پیش کرنے کا چارج میرے ہاتھ میں تھا اپنی ضرورتوں کی خاطر دربار میں اپنے آدمیوں کے ذریعہ ناکہ بندی کرنے کے لئے عالیجناب ہوم منسٹر صاحب اس عہدہ کو بھی اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے۔ جس کے لئے مرزا عزیز صاحب غیر ریاستی باشندہ ملتان سالہ میجر شمس الدین صاحب کو منتخب کیا گیا۔ پہلے سال اُسے تین سو روپیہ کا جدید عہدہ سپرنٹنڈنٹ سٹنڈی گھوڑ کر دیا گیا۔ اور دوسرے سال بہ ترقی ماحب رجسٹرار دربار۔

ور پرسنل اسسٹنٹ چیف منسٹر بنا دیا گیا۔ اور بغیر کسی قصور کے مجھے مدبات سے
سے نکال کر چھوٹے پر انسپکٹر کی اسامی دیدی گئی۔ جس میں [illegible] ماہوار کا
مجھے نقصان پہنچایا گیا۔ در حقیقت یہ صدمہ میرے لئے ناقابل برداشت تھا
غلط فہمی سے یہ ہوئی۔ کہ میں نے اپنے حقوق کی اپیل کی۔ اس میں عالیجناب ہوم منسٹر
صاحب کی بے انصافیوں کے کچھ حالات بھی لکھ دیئے۔ یہ اسی بات کا نتیجہ ہے
کہ میں اپنے آقا کا بدخواہ ملک کا غدار بنایا گیا ہوں۔ اور میری نسبت وہ
الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کا میں مستحق نہیں تھا۔ اور

میں چمن لال — وہ آدمی ہوں۔ جس کو قدیم سے ہستی ہونے
کا ناز ہے۔ میرے والد ماجد جناب لالہ منگت رائے صاحب کے خدمات کسی
تفصیل کے محتاج نہیں۔ وہ سب انسپکٹر پولیس رہے۔ ان کے خدمات کا
سلسلہ تازہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں کہ انہوں نے حقوق نمک
کی انجام دہی میں اپنے آپکو اپنے ہمعصران سے امتیاز پر رکھا ہوا تھا۔
میعاد ملازمت ختم کرنیکے باعث اب وہ پنشن پاکر داعی اقبال سرکار رہیں۔ میرے
تعلق اور رشتہ کے آدمی قدیم سے ریاست کے اندر اچھے عہدوں پر رہے
اور اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کرکے ریاست اور رعایا ریاست کی خدمت کرتے رہے

جن میں سے اس وقت برادران وطن جناب لالہ بہاری لال صاحب سوداگر
احمد پور شرقیہ اور ڈاکٹر کشن دیال صاحب کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کے
حسنات پسلامتی اور پاکیزہ زندگی سے بھی واقف ہیں۔ میں پنجاب یونیورسٹی
کا بی۔ اے ہوں۔ میری پیدائش بھی ٹنک ریاست کے اندر ہے۔
پرورش اور تعلیم بھی اسی ٹنک سے ہے۔ میں بصیغہ تعلیم کے لئے ہائی سکول میں
تھرڈ ماسٹر تھا۔ میرے انجام فرائض کے اندر آجتک کوئی نقص نہیں آیا
میری محنت۔ اپنے ہمعصروں میں خاص امتیاز پر رہ جاتی تھی۔ میں عالی جناب ہوم منسٹر
صاحب کا بھی دل سے فرمانبردار تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ رنج کے اسباب ان کے دل میں کیوں
پیدا ہوئے۔ اور وہ اس شدت تک کیوں پہنچے۔ میں اپنے آپ کو ایک فی سبیل اللہ معیت
کا شکار سمجھتا ہوں۔ میری یاد کے اندر میرے ذمہ گناہ صرف یہ ہے کہ سال ۲۵ء میں
تعلیم کے لئے دو بچے میرے سپرد ہوئے تھے۔ ایک ضیاء الدین فرزند عالیجناب
ہوم منسٹر صاحب۔ دوسرا محمد فرزند جناب حافظ غلام قادر صاحب افسر مال۔ یہ دونو کلاس
فیلو اور دسویں کلاس کے سٹوڈنٹ تھے۔ میں ان دونو کا پرائیویٹ طور پر اتالیق تھا۔ محمد
نے تو وقت پر اپنا امتحان پاس کر لیا۔ اور وہ اب ولایت میں ایم۔ اے کلاس کے اندر تعلیم پا
رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ضیاء الدین باوجود میری کافی محنت کے امتحان میں ناکام رہا

بہتر ۰۰ ۰ باعث مجھے قرار دیا گیا۔ اور اسی روز سے میں مورد عتاب ہوا۔ اگرچہ آئندہ سالوں میں علی گڑھ جیسے سکول میں تعلیم پانے اور صرف زر کثیر کے باوجود ضیاء الدین پھر بھی امتحان میں ناکام رہا۔ لیکن مولانا صاحب کی پھر بھی تشفی نہ ہو سکی۔ کہ یہ ناکامی خود بچے کی کمی استعداد کا نتیجہ تھی۔ اور اپنا پہلا رنج بدستور میری نسبت بحال رکھتے چلے آئے۔ مجھے اپنی استحقاقی ترقیوں سے محروم رکھنے کے علاوہ تنزلی کا صدمہ بھی پہنچایا گیا۔ اور ادھر ادھر کی تبدیلیوں سے تکلیف دینی بھی شروع کر دی گئی۔ جب میں نے صدائے احتجاج بلند کرنے سے میرے برخلاف پروپیگنڈا شروع ہو گیا۔ ماتحت اور زیر اثر ملازمان سے میری نسبت جھوٹی ڈائریاں تیار کرا کر مجھے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس وقت اگرچہ میں نے اپنی معاش اور شغل کا دوسرا ذریعہ پیدا کر لیا تھا لیکن قدامت نمک خواری کے باعث منعم قدیم اور سرزمین ریاست سے توقعات کا سلسلہ بدستور دل کے اندر رہتا۔ جس کو کچلنے کے لئے مولانا صاحب نے اسوقت یہ کارروائی فرمائی ہے۔ جس کا دل پر ایک۔ اب ان حالات سے ہر ذی فہم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے گلے میں قدرت نے ازل سے غلامی اور نمک خواری کا طوق ڈال رکھا ہو۔ اور جن کو اپنے آقا اور ملک کی سرزمین سے۔ اپنے اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے حاجتمندی کا واسطہ ہو اور پھر وہ سوائے اپنے ملک اور اپنے منعم کے دروازے کے کسی اور جگہ کے آشنا تک نہ ہوں۔ ان کے دل میں اپنے ملک اور قابل احترام آقا کی نسبت ایسے غلط اور ناپاک خیالات

پیدا ہو سکتے ہیں رہیں - ہرگز نہیں - یہ ایک فتویٰ کفر ہے - جو ہم منسٹر صاحب کی طرف
سے صرف ہم فدا کاران ملک کے برخلاف نہیں لگایا گیا - بلکہ حالات گذشتہ پیوستہ
کا نقشہ برادران وطن کے پیش نظر ہے - کہ جب سے حضرت مولانا صاحب نے میدان اقبال میں
قدم رکھا - کوئی سال ایسا نہیں گذرا جس میں کہ حصول اغراض خود کیلئے ملفوظات طفلانہ سرکار
والا کے سچے جان نثاران پر اسی قسم کے الزام اور کفر کے فتوے نہ لگائے گئے ہوں - اور ان
الزامات کے ذریعہ جیسا آج ہم پر لگائے گئے ہیں - شاید کہ ہمیں اسی طرح بدخواہی سرکار والا کا جامہ نہ پہنایا
گیا ہو - یہ تشریح بہت لمبی ہے - جس کے اندر ہر ایک ملفوظ کا جدا جدا افسانہ بنے - جو کسی دوسرے
وقت برادران وطن دیکھ سکیں گے - ہم تو وہ لوگ تھے - جو حضرت مولانا صاحب کے خرق عادت
کے باعث ان کے سچے جان نثار تھے - انکی خدمت کو تہ دل سے انجام دینے میں ہم نے کبھی دریغ
نہیں کیا ہم تو منعم قدیم سے اپنے تمام مقاصد حاصل کر کے گوشہ تنہائی میں زندگی بسر کر رہے تھے -
لیکن ہم کو بری حالت سے اخبار کے ذریعہ رسوا کیا گیا - تکلیفیں پہنچائی گئیں - بدنام کیا گیا - اور پھر
محضر ناموں پر ہمارے ابنائے وطن سے ہر قسم کے حیلوں سے دستخط کرائے گئے
اور ان کو ہماری نسبت غلط خبریں دیکر دھوکہ میں رکھا گیا - جسکے باعث ہم کو اپنے ابنائے
وطن کی خدمت حقیقت کا انکشاف کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے -

جس خدائے ذوالمنن کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے - اس کی شان ربوبیت کا

نقشہ اپنے سامنے کرتے ہوئے ہم برادران وطن کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنے آقا کے
سچے نمک خوار ہیں۔ اور آقا کی رعایا۔ آقا کے ملک۔ آقا کے دور حکومت کے سچے وفادار و
جان نثار ہیں۔ ہمارا جان و مال سب آقا کی نمک سے ہے۔ اور آقا کا مال ہی ملک ہے
ہمارے عزیز و اقارب سب آقا کے غلام ہیں۔

اخبار کعبہ۔ سے ہمیں کوئی سروکار نہیں اور نہ اس کے اندر ہماری کوئی مالی اطلاع ہے۔
اشاعت ایڈیشن کے بعد ملتان آنے پر ہمیں جو کچھ معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے۔ کہ ممتاز ایڈیٹر اخبار
بہاولپور کالج کے اندر بی۔ اے۔ میں تعلیم پاتا رہا۔ اور کافی عرصہ وہاں رہا۔ وہ عزیز
مرزا صاحب سابق میجر شمس الدین صاحب کا پورا شاگرد ہے۔ اور انکا ہموطن ہے اور
جو کچھ وہ اخبار کعبہ کے اندر لکھا کرتا ہے۔ اپنے معلومات اور تعلقات سے لکھا کرتا ہے۔
اس کے اندر اس کی ذاتی ذمہ داری ہے۔ نوآبادی کا الزام ہم سے کوسوں دور ہے۔ نوآبادیات
میں ہم منسٹر صاحب کی بہت کافی مہربانی ہے۔ اگر مزید اراضی کے لئے حصول اراضیات
کے واسطے کوئی واقعات باعث تکلیف اور موجب بددلی ہو سکتے ہیں۔ تو وہ مولانا صاحب
کی طرف سے آئے دن چیدہ چیدہ رقبوں کی خرید۔ خرابہ کا نامطلب حصول اور حقوق
سے زیادہ آبنوشی۔ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں۔ جو ہمیشہ اپنے اللہ سے دعا
مانگا کرتے ہیں۔ کہ پراجیکٹ کامیاب ہو۔ اور سرزمین ریاست سرسبزی و شادابی

میں روز افزوں ترقی کرے۔ اور منعم قدیم حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ دھکہٗ کی تمام دلی تمنائیں پوری ہوں۔ اور ان کا سایہ عاطفت ہمیشہ اپنے غلاموں پر قائم رہے۔

یہی ہماری حقیقت ہے۔ اور اسی کی ہم اپنے ابنائے وطن کو اطلاع دیتے ہیں

ہم کو فقط مولانا غلام حسین صاحب کی بے انصافیوں سے شکایت ہے۔ جنہوں نے اپنے ذاتی اغراض کی بنا پر ہم کو شدید تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ جس کی فریاد ہم اپنے آقا کے حضور پیش کرنے کے واسطے لئے بیٹھے ہیں۔ اور ہم کو اپنے تاجدار آقا دام اقبالہٗ دھکہٗ کی ذات والا صفات سے پورا یقین ہے۔ کہ وہ ہم خدمتگاران کو باریاب عزت فرما کر ہمارے خطرناک مصائب کی تلافی فرمائیں گے۔

۲۰ نومبر سنہ ۱۹۲۸ء　　دعاگویان دولت خداداد عباسیہ

غلام قادر خاکوانی پنشنر مشیر مال - محمد امین لودی پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس
لطف اللہ پنشنر سب انسپکٹر - عبدالرشید ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی رخصتی پبلک پراسیکیوٹر
چمن لال ہتانہ۔ بی۔ اے۔ [illegible]